خطبات خواجہ شمس الدین عظیمی

تعلیمی نشست نمبر ۔۱

ACD 18

Track - 1

91:29

''حضور اکرم ﷺ کی سیرت کو زندگی میں داخل کرنا ضروری ہے۔''

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تلاوت قرآن کریم

رحمت و انوار کی بارش بھی برسے گی اور کیا پتہ کوئی صاحب دل خاتون یا ...... صاحب دل حضرات میں سے کوئی ایسے ہوں جن کی دل کی آواز رسول اللہ ﷺ کے دربار اقدس میں جاکر دستک ثابت ہو اور حضور آقائے نامدار، تاجدار مدینہ ، خاتم الانبیاء ، محمد الرسول اللہ ﷺ کی نظر التفات ہم گنہ گاروں پر پڑ جائے ۔ وہ تو آقا ہیں نوازش و اکرام ان کی عادت ہے ۔ عاصیوں پر گنہگاروں پر ، اپنے ہر امتی پر رحمت ہیں بلکہ امتیوں پر رحمت نہیں ہیں اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق عالمین کے لئے رحمت ہیں۔ اللہ تعالیٰ رب العالمین ہیں ۔ اپنی مخلوق کو زندہ رکھنے کے لئے وسائل پیدا کرتے رہتے ہیں۔ حضور رحمت العالمین ہیں اللہ کے بنائے ہوئے وسائل کو کھلے ہاتھوں تقسیم کرتے رہتے ہیں۔ وما ارسلنک الا رحمۃ العالمین ... اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اے میرے محبوب بندے ! میں نے تجھے عالمین کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ محمد وسلم ۔ سب لوگ ساتھ ساتھ پڑھیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ محمد وسلم ۔صلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ محمد وسلم ۔صلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ محمد وسلم ۔صلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ محمد وسلم ۔صلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ محمد وسلم ۔ صلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ محمد وسلم ۔صلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ محمد وسلم ۔ صلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ محمد وسلم ۔ صلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ محمد وسلم ۔ صلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ محمد وسلم ۔ صلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ محمد وسلم ۔

گیارہ دفعہ یا حیی یا قیوم کا بھی ورد کرلیتے ہیں۔ حضور قلندر بابا اولیاءؒ کے ارشاد عالی کے مطابق روحانی علوم کو پھیلانے کے لئے ، رسول اللہ ﷺ کے مشن کی ترویج میں ، علم لدنی کی ترویج میں ، آسمانی علوم کی ترویج میں جو سلاسل کام کررہے ہیں ان کی تعداد تقریباً دو سو ہے۔ ہر سلسلے نے اپنے سالکین کے لئے کورس بنایا، سلیبس بنایا اور اس سلیبس میں اللہ تعالیٰ کے

اسماء کو براہ راست شامل کیا۔ مختلف سلاسل میں مختلف اللہ تعالیٰ کے نام کا
اللہ تعالیٰ کی آیات کا ، سورتوں کا ورد کرایا جاتا ہے۔ اور ورد کے بعد مراقبہ کی
تلقین کی جاتی ہے۔ مراقبہ سے پہلے اسمائے الٰہیہ کا ورد یا قرآنی آیات کا ورد یا
درود شریف کا ورد اس لئے کرایا جاتا ہے تاکہ سالک کے اندر انوار و تجلیات کا
ذخیرہ ہوجائے اور اس ذخیرہ کی بنیاد پر جب سالک آنکھیں بند کرکے ، کان بند
کرکے ، ذہن کو یکسو کرکے اللہ کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو وہ انوار و تجلیات
کا ذخیرہ اس کی پرواز میں اس کے کام آتا ہے۔ حضور قلندر بابا اولیائ نے یہ
فرمایا کہ یا حی یا قیوم اللہ کے دو نام ہیں ۔یا حی ... زندہ کرنے والا۔ یا قیوم ...
زندہ رکھنے کے لئے قائم رکھنے کے لئے وسائل فراہم کرنے والا۔ وسائل میں والدین
بھی ہیں۔ وسائل میں ہوا بھی ہے۔ وسائل میں آکسیجن بھی ہے۔ وسائل میں
زمین بھی ہے۔ پانی بھی ہے، سورج بھی ہے۔ یعنی انسانی زندگی میں کام آنے
والی ہر شئے کو وہ جس طرح بھی انسانی زندگی کے کام آئے تو وسائل ہی کہا
جاتا ہے۔ یا حی یا قیوم کا مطلب یہ ہے کہ وہ ذات جو اپنے بندے کو وسائل دے کر
زندہ رکھتی ہے۔ وسائل میں عزت بھی ہے، وسائل میں تعلیم بھی ہے ، وسائل
میں اولاد بھی ہے۔ تو جب ہم یا حی یا قیوم کا ورد کرتے ہیں تو دراصل یہ دعا
کرتے ہیں اے اللہ! تو ہمیں وسائل کے ساتھ زندہ رکھے وسائل میں دینی امور
بھی ہیں۔ مثلاً نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ،حضور پاک ﷺ کے اوپر درود بھیجنا۔ یہ سب
بھی زندگی کے وسائل ہیں۔ حضور قلندر بابا اولیا نے مجھ سے فرمایا کہ ایسے
ایسے اللہ کے بزرگ گزرے ہیں کہ جنہوں نے یا حی یا قیوم کا اتنا ورد کیا ہے کہ
ان کا جلی حروف سے اولیا اللہ میں نام لکھا ہوا ہے۔ بھئی فلاں صاحب نے اتنا
ورد کیا ہے۔ میرے بزرگ دادا پیر حضرت ابو الفیض قلندر علی سہروردی نے مجھ
سے فرمایا کہ بھئی میں نے اتنا درود پڑھا اتنا درود پڑھا کہ میرے پیر و مرشد کو یہ
کہنا پڑا کہ بھئی بس اب بس کر، بہت پڑھ لیا۔ بے وقوفی کی بات ہے۔ کبھی
کبھی اپنی بے وقوفی کا بھی اظہار کرنا چاہئے۔ اپنے بچوں کے اوپر تو میں نے سن
کے وہاں بیٹھے بیٹھے یہ فیصلہ کیا کہ میں اتنا یا حی یا قیوم پڑھوں گا کہ کسی نے
نہیں پڑھا ہوگا۔ بچپنے کی بات ہے، بے وقوفی کی بات ہے ، جہالت کی بات
ہے ۔ تو میں نے یا حی یا قیوم پڑھنا شروع کیا۔ تو وہ اتنا ورد اس کا ہوگیا کہ
میرا یا حی یا قیوم تکیہ کلام بن گیا۔ تکیہ کلام اس کو کہتے ہیں کہ آدمی دوران
گفتگو اس لفظ کو بار بار دہرائے۔ جیسے آپ نے کہا ہاں جناب آپ کہاں سے
تشریف لائے ، آپ خیریت سے تو ہیں اور کوئی بات کہہ دی ، چنانچہ، گویا کہ اس
قسم کے تو اب میں جب بات کرتا تھا تو بات کرتے کرتے یا حی یا قیوم ۔ بھئی آپ
کیسے ہیں خیریت سے ہیں کہاں سے آرہے ہیں یا حی یا قیوم۔ آپ نے کھانا کھالیا
یا حی یا قیوم۔ تو بڑا اس کو روکنے کی کوشش کی لیکن وہ چونکہ دھن سوار
تھی جنون سوار تھا کہ سب سے زیادہ ہی پڑھنا ہے یا حی یا قیوم ۔ پھر مسئلہ
یہ ہوا کہ باتھ روم جاکے بیٹھیں تو وہاں بھی یا حی یا قیوم منہ سے نکلنے لگا۔
بڑی پریشانی ہوئی یہ تو بڑی بے ادبی ، گستاخی ہے پاخانے میں بیٹھ کے آدمی ۔

پھر میں منہ پہ رومال باندھ کے جانا لگا۔ بالآخر پھر وہ اللہ تعالیٰ نے سمجھ بوجھ
دی کہ بھئی یہ تو بے ادبی گستاخی ہورہی ہے پھر آہستہ آہستہ وہ کنٹرول
ہوا۔ ایک صاحب میرے دوست تھے بڑے قریبی دوست تو میں نے ان سے کہا بھئی
یا حی یا قیوم پڑھا کرو ... آواز غائب ہے...انہوں نے پوچھا اس کے پڑھنے سے کیا
برکت ہے؟ میں نے کہا مجھے تو اس کی برکت ... آواز غائب ہے... وہ انصاری
صاحب انصاری صاحب کہتے تھے جب اس نے یا حی یا قیوم پڑھا تو خواجہ شمس
الدین عظیمی بن گیا۔ تو یا حی یا قیوم کی فضیلت تو یہ ہے کہ ایک آدمی
عظیمی بن جاتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ آپ سب کو توفیق دے تو سلسلہ عالیہ عظیمیہ
میں یا حی یا قیوم کا جو ورد ہے اتنا آسان ہے کہ نہ آپ کو وضو کرنے کی
ضرورت ہے ، نہ آپ کو یہ ضرورت ہے کہ آپ مصلے بچھائیں۔ نہ اس بات کی
ضرورت ہے کہ آپ غسل کرکے لوبان جلائیں ، اگر بتیاں جلائیں۔ حضور قلندر بابا
فرماتے ہیں کہ اللہ حاضر و ناظر ہے ، زبان پاک ہے ، چلتے پھرتے، اٹھتے بیٹھتے ،
سوتے جاگتے، کاروبار کرتے، یا حی یا قیوم ، یا حی یا قیوم ، یا حی یا قیوم ، جتنا یا
حی یا قیوم پڑھوگے اللہ تعالیٰ تمہاری طرف متوجہ ہوگا اور جتنا اللہ متوجہ
ہوگا اتنا ہی آپ کے اندر انوار و تجلیات کا ذخیرہ ہوتا چلا جائے گا۔ انوار و تجلیات
کا ذخیرہ جس بندے کے اندر ہوجائے تو ظاہر ہے وہ تو پھر فرشتے بھی اس کی
طرف متوجہ ہوجاتے ہیں ۔ حضرت بایزید بسطامی کا ایک بڑا مشہور قصہ
کتاب میں ہے آپ لوگوں نے پڑھا ہوگا کہ وہ سیر کے دوران عرش پر پہنچ گئے۔
وہاں یہ دیکھا کہ فرشتوں کی قطاریں لگی ہوئی ہیں۔ کوئی رکوع میں ہے،
کوئی سجدے میں ہے، کوئی قومے میں ہے، کھڑا ہوا ہے، یہ انہوں نے کہا بھئی
اتنے فرشتے ، کروڑوں فرشتے، جو سجدے میں ہے سجدے میں پڑا ہوا ہے، جو
رکوع میں ہے ، رکوع میں ہے، جو کھڑا ہوا ہے وہ کھڑا ہوا ہے۔ ایک پارٹی جو
بہت بڑی تھی فرشتوں کی اس کے پاس گئے۔ سلام دعا کی۔ ...آواز غائب ہے...
اللہ کو دیکھا ہے ؟ یا تمہیں اللہ نظر آرہا ہے؟ انہوں نے کہا نہیں اللہ تو ہمیں
نظر نہیں آرہا ہے۔ بس ہم سجدہ کرتے ہیں۔ تو بھئی کسے سجدہ کررہے ہو؟
تو فرشتوں نے کہا کہ بھئی ہمیں آواز آتی ہے اللہ کی کہ میں یہاں ہوں۔ بس
جدھر سے ہمیں آواز آتی ہے بس ہم اسی طرف اپنا ذہن لگا لیتے ہیں ۔ تو
انہوں نے کہا بھئی اس وقت ...آواز غائب ہے ...آواز آئی تو کہنے لگے بھئی اس
وقت تو ہمیں آواز یہ آئی ہے کہ ہم بایزید بسطامی کے دل میں ہے اور بایزید
بسطامی ہمیں یہاں ڈھونڈتا پھر رہا ہے۔ تو ہم تو بایزید بسطامی کے دل میں
ہے چونکہ اللہ ہے اس وقت اسے سجدہ کررہے ہیں۔ تو میں عرض کررہا تھا کہ
جب کسی آدمی کے اندر انوار و تجلیات کا ذخیرہ ہوجاتا ہے پھر فرشتے بھی اس
کے سامنے جھک جاتے ہیں اس لئے کہ فرشتے کسی بندے کے سامنے نہیں جھکتے۔
فرشتے تو ان انوار و تجلیات کے سامنے جھکتے ہیں جو بندے کے دل میں اللہ نے
ذخیرہ کردیا ہے۔ تو یاحی یا قیوم کے ورد سے بہت فائدہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے
انوار اور تجلیات کا دل میں ذخیرہ ہوجاتا ہے۔ خوداللہ تعالیٰ نے بھی فرمایا کہ

میں مومن بندے کے دل میں رہتا ہوں۔اب دل میں اللہ تعالیٰ جو رہتے ہیں اس
کا سیدھا مطلب ہے۔ اللہ تعالیٰ کے انوار اور تجلیات بندے کے دل میں رہتی ہیں۔
تو یا حی یا قیوم سلسلہ عالیہ عظیمیہ کا بنیادی سبق ہے۔ کہ چلتے پھرتے اٹھتے
بیٹھتے ، وضو بے وضو یا حی یا قیوم کا ورد کریں۔ بڑی عجیب بات ہے۔ اور میرا
خیال ہے۔ تھوڑا سا ہمیں اس بات پر نادم بھی ہونا چاہئیے ، شرمندہ بھی ہونا
چاہئے کہ اتنا آسان عمل ہے۔ لیکن ہم اس کو بھی پورا نہیں کرپاتے۔ کسی سے
پوچھیں بھئی یا حی یا قیوم پڑھتے ہو، ہاں کبھی یاد آجاتا ہے۔ تو پڑھ لیتے ہیں۔
حالانکہ کتنا آسان ہے۔۔بھئی آپ گاڑی میں جارہے ہیں خواہ مخواہ بے کار دماغ
میں بیس قسم کے خیالات آرہے ہیں ، شیطانی وسوسے واہیات۔ بھئی یا حی یا
قیوم پڑھ لو۔ بھئی بس میں جارہے ہو یا حی یا قیوم کا ورد شروع کردو۔ بھئی
گھر میں بیٹھے ہوئے ہو یا حی یا قیوم مقصد یہ نہیں ہے۔ کہ آپ دوسرا کوئی کام
نہ کریں۔ فارغ اوقات میں اگر آپ یا حی یا قیوم کا ورد کریں گے۔ تو اس کا نتیجہ
یہ نکلے گا کہ آپ کا ذہن اللہ کی طرف متوجہ رہے گا۔ اور جب کسی بندے کا
ذہن اللہ کی طرف متوجہ ہوجاتا ہے۔ تو دل میں اللہ تعالیٰ کے انوار و تجلیات کا
ذخیرہ ہوجاتا ہے۔۔ تو یا حی یا قیوم کا بھی ورد کرلیتے ہیں تھوڑا سا۔ گیارہ دفعہ
ورد کریں گے۔۔ اور اس کا طریقہ یہ ہے۔ کہ میں پڑھتا ہوں آپ سنیں اور میری
نقل کریں۔ یا حی یا قیوم میں یہ کہ ذرا قیوم کو ردھم کے ساتھ تاکہ اندر کی جو
آواز ہے۔ وہ بھی اس میں شامل ہوجائے۔۔تو اس کا میں ایک دو دفعہ پڑھتا ہوں
آپ پہلے سنیں پھر میرے ساتھ پڑھئے گا۔ بھئی یہ بتی بجھادے بھائی بہت زیادہ
ہوگئی ہے۔۔ یا پھر اس کو ادھر لے جاؤ ۔ایک تو یہ کہ بالکل ریلکس ہوکر بیٹھ
جائیںاس میں کمر سیدھی ہوگی تو اس سے آپ کے سانس کا جو ردھم ہے۔ وہ
بہت اچھا ہوجائے گا۔ اور یہ کہ اگر گیارہ دفعہ پڑھنے کے بعد تھوڑی سی کیفیت
ہوجائے اور وہ زیادہ بھی ہوجائے تو زیادہ پڑھ لیں گے کوئی حرج نہیں ہے۔۔

(ورد… یا حی یا قیوم)

یہ اوم جو آپ پڑھتے ہیں نہ ایک دفعہ مجھے سن لیں…اچھا اگر کسی صاحب کا
سانس کم ہے۔ تو کوئی حرج نہیں جہاں سانس ٹوٹے وہاں رک جائیں پھر انتظا ر
کریں پڑھنے کا۔ اگر کسی صاحب کا سانس زیادہ ہے۔ تو وہ لمبا سانس نہ لیں
ساتھ دیں۔ یہ کہ یکسانیت ہو پڑھنے میں ایک طرح سے پڑھیں۔

(ورد… یا حی یا قیووووووووووم م م)

یعنی جب ختم کریں تو قیووووووووووم م م۔ اب سب پڑھیں بسم اللہ الرحمن
الرحیم…

(ورد… یا حی یا قیووووووووووم م م)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آج کی اس مجلس کا انعقاد اور آپ سب حضرات کو یہاں بلانے کا مقصد ایک تو یہ ہے کہ آپ لوگوں کا بھی یہ دل چاہتا ہے کہ آپ مجھے دیکھیں، مجھے سنیں، جس طرح آپ کا دل چاہتاہے کہ آپ مجھ سے ملیں، مجھ سے باتیں کریں، مجھ سے قریب ہوکر بیٹھیں۔ اسی طرح میرا بھی دل چاہتا ہے کہ میں اپنے بچوں سے اپنی اولاد سے ملوں ملاقات کروں، ان کی سنوں، اپنی سناؤں۔ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کی نسبت سے حضور قلندر بابا اولیائؒ کے فیض سے یہ جو باغ لگادیا ہے چونکہ میں مالی ہوں اس باغ کی بہار دیکھوں۔ جب کوئی آدمی درخت لگاتا ہے اور وہ درخت پروان چڑھ جاتا ہے ، پھر اس پر پھل بھی لگتا ہے تو اس کی خوشی جو ہوتی ہے اس کا احساس اسی کو ہوتا ہے جو درخت لگاتا ہے اور اس کا پھل توڑتا ہے۔ الحمد اللہ! میں نے بھی اپنے مرشد کریم کی خوشنودی کے لئے ان کے حکم کی تعمیل میں ایک باغ لگایا ، تنکے تنکے جمع کئے، جس طرح بھی ممکن ہوا اس کی آبیاری کی ۔ بلکہ یوں کہہ لیجئے کہ آبیاری میں خون پسینہ بھی شامل ہوا ، شب و روز کی نیندیں بھی اس میں شامل ہوئیں۔ عزیز و اقرباء کی باتیں بھی سنیں۔ خاندان والوں کی نفرتوں کا بھی اظہار ہوا ۔ اور سچی بات یہ ہے کہ اپنی اولاد کے لئے جو کچھ تعلیمی نقطۂ نظر سے کرنا چاہئیے تھا اس میں بھی کوتاہی ہوئی۔ لیکن بات یہ ہے کہ یہ سب کچھ اس لئے ضروری تھا کہ مرشد کریم حضور قلندر بابا اولیائؒ نے وصال سے چند گھنٹے پہلے مجھے بلایا ، بلاکہ میری پیشانی پر ہاتھ پھیرتے رہے، اور یہ فرمایا کہ خواجہ صاحب! سلسلہ آپ کو چلانا ہے۔ تو میں نے اپنے دل میں سوچا کہ یہ اتنی بڑی بات مرشد نے فرمادی ہے کہ سلسلہ آپ کو چلانا ہے۔ نہ میرے اندر سکت ہے ، نہ میرے اندر علم ہے ، نہ کوئی میں جسمانی میری صحت پہلوانوں جیسی ہے، نہ میری توند ہے ، نہ میری گردن ہے، میرا تصور تھا ایک پیروں کا کہ بھئی توند بھی ہونی چاہئے ، اتنی بڑی گردن بھی ہونی چاہئے ۔ اور نہ میں نے کبھی پگڑی باندھی اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ علمی اعتبار سے بالکل کورا ہوں۔ بہرحال اب یہ فرمارہے ہیں تو ۔ تو انہوں نے فرمایا کہ جب اللہ چاہتا ہے سب ہوجاتا ہے۔ ظاہر ہے اب اس کے بعد تو کوئی بات کرنے کی گنجائش ہی نہیں تھی۔ پھر فرمایا کہ مشن چلانے والے لوگ دیوانے ہوتے ہیں۔ تو میں سوچ میں پڑگیا کہ یہ دیوانگی کا کیا مطلب ہے؟ جب آدمی پاگل ہوگیا مجنوں ہوگیا تو وہ مشن کیا چلائے گا وہ تو باؤلا ہی ہوگیا۔ پھر میں نے پھر اپنے دماغ پہ زور ڈالاکہ دیوانگی کا کیا مطلب ہے؟ تو میری سمجھ میں یہ بات آئی دیوانگی کا مطلب میرے خیال میں حضور کا منشاء یہ ہے جو یہ فرمارہے ہیں کہ جب مشن زیر بحث ہو یا سامنے ہو پھر وہاں عقل و شعور استعمال نہیں کرنی۔ عقل نہیں استعمال کرنی۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ مشن چلانے والے واقعی باؤلے ہوتے ہیں۔ باؤلے ہوں تو مشن ہی نہ چلائیں ان کی بات کون سنے گا۔ جیسے ہی میری بات ذہن میں آئی تو حضور قلندر بابا نے فرمایا آپ میری بات سمجھ گئے؟ میں نے کہا جی حضور! میں سمجھ گیا۔ کہنے لگے پھر اللہ حافظ! آپ جائیں۔تو وہ حالت

ایسی تھی کہ یہ اندازہ ہوگیا تھا کہ آج یہ آخری دن ہے۔ تو میں نے آپ حضرات
کو پتہ نہیں یہ بات بتا کہ صحیح بھی ہوا یا نہیں بتانا بہرحال بتا دیتا ہوں۔
حضرت عیسیٰ نے مجھے براہ راست ایک ہفتہ تک اپنے اسباق میں رکھا۔ ان سے
میں نے پوچھا حضور ! آپ یہ مردے زندہ کردیتے تھے ، چڑیوں میں پھونک مارکے وہ
اڑادیتے تھے یہ کیا ہے اس کا کیا فارمولا ہے؟ وہ فارمولا انہوں نے مجھے بتادیا۔ وہ
میرے ذہن میں تھا۔ تو میں حضور قلندر بابا اولیائؒ کے پاس سے اٹھا اور دوسرے
کمرے میں جابیٹھا تو وہ کچھ ایسی صورت تھی کہ جو وہ تخت جس پہ وہ آرام
فرمارہے تھے ، یا نزع کے عالم میں تھے وہ تخت جو ہے وہ دیوار سے لگا ہوا تھا۔
تومیں یہ سوچنے لگا کہ یہ کس طرح ممکن ہو کہ یہ تخت ذرا دیوار سے دور
ہوجائے اور مجھے ایسا موقع مل جائے کہ میں سات چکر لگادوں تاکہ یہ زندہ
ہوجائیں۔ اس فارمولے کے تحت۔ تو اب یہ ممکن نہیں تھا میں کسی سے یہ کہتا
کہ بھئی ذرا تخت ادھر کو گھسیٹ دو۔ تو انہوں نے مجھے بلایا اور بلا کے کہنے لگے
میں نے آپ سے کہا آپ گھر جائیں۔ میں نے کہا اچھا حضور۔ تو میں جاکے وہاں
ان کی بیٹی کا گھر تھا سلمیٰ کا وہاں بیٹھ گیا۔ تو پھر انہوں نے اماں جی کو بلایا
اور انہوں نے کہا کہ اس سے کہو کہ یہ جائے،کیوں نہیں جاتا! خیر ہم بھئی اپنا
روتے دھوتے چلے آئے اب تو کوئی گنجائش ہی نہیں تھی۔ اب میں بیٹھ گیا بڑی بے
چینی بڑی پریشانی کہ اللہ میاں کیا کروں کس طرح کروں۔ میرے پیر و مرشد
چلے جائیں گے تو کیا بنے گا اور کس طرح ہوگا؟ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتا رہا بیٹھا
۔ پھر میں نے سوچا کہ تصرف کرنا چاہئیے ۔ گستاخی بھی بے ادبی تھی کہ پیر و
مرشد کے لئے آدمی تصرف کرے۔ بہرحال میں اسی شش و پنج میں کوئی میں
مغرب کے وقت وہاں سے آیا تھا حیدری سے رات کے ڈیڑھ بجے ان کے صاحبزادے
شمشاد بھائی تشریف لائے ، انہوں نے کہا ابا کا انتقال ہوگیا۔ اب جوں بھی گزری
ہوگی وہ تو اس کا تو کوئی کہنے کی بات ہی نہیں ہے۔ تو یہ بات کہ مجھے
جاتے ہوئے وہ یہ فرماگئے کہ مشن چلانے والے لوگ دیوانے ہوتے ہیںتو دیوانگی
کامطلب یہ ہے کہ جب اللہ کا کوئی کام آدمی کرے اب اس میں عقل نہیں لڑانی
کہ بچوں کا کیا ہوگا، بیوی کا کیا ہوگا، مقصد یہ بھی نہیں ہے کہ سب کچھ
چھوڑ چھاڑ کے ابھی جیسے وقار صاحب نے کہا کہ بھئی رہبانیت تو ہے ہی نہیں
اسلام میں۔لیکن اولیت جو ہے مشن کو دینی ہے۔ صاحب وہ اللہ تعالیٰ نے ایسا
جذبہ عطا کیا ، ایسا جذبہ عطا کیا کہ نہ رات کا پتہ چلا، نہ دن کا پتہ چلا۔ الحمد
للہ ! زمین ہموار ہوتی چلی گئی، رحمت کی بارش برستی رہی ، درخت لگتے
گئے اور پھل آور بنتے چلے گئے۔ اب یہ سب جو آپ لوگ میرے سامنے بیٹھے ہوئے
ہیں الحمد للہ ! مجھے تو یہ ہرے بھرے پھلدار سب درخت نظرآتے ہیں۔ اور میں
آپ کو دیکھتا ہوں خوش ہوتا ہوں اور اللہ کا شکر ادا کرتاہوں پھر یہ پھلدار
درخت کی تعریف یہ ہے کہ پھلدار درخت میں جب ایک دفعہ پھل لگ جاتا ہے تو
پھر پھلوں کا سلسلہ شروع ہوجاتا ہے ۔پھر نسل چل پڑتی ہے۔ ایک بیج سے پھر
ہزاروں بیج بن جاتے ہیں، ہزاروں بیج سے ہزاروں درخت بن جاتے ہیں، ہزاروں

درخت سے لاکھوں پھل لگتے ہیں، لاکھوں پھل سے پھر کروڑوں۔ ایک سلسلہ
کروڑوں درخت لگ جاتے ہیں۔ باغ بن جاتے ہیں۔ الحمد للہ! اللہ تعالیٰ نے مجھے
میرے مرشد کے حکم کی تعمیل میں جو دیوانگی عطا فرمائی تھی اللہ تعالیٰ نے
مجھے اس میں کامیابی عطا فرمادی اور اللہ تعالیٰ نے مجھے زندگی میں پھل عطا
کردئیے۔اللہ تعالیٰ آپ سب کو خوش رکھے، راضی برضا رہیں آپ۔ اللہ تعالیٰ ہر
مصیبت سے ہر پریشانی سے آپ کی حفاظت ہو۔ اللہ تعالیٰ آپ کو آپ کی اولاد
کو سعادت مند بنائے اور جو باغ اب لگ گیا ہے اصل بات یہ ہے کہ آپ اس باغ کی
حفاظت کریں۔ آندھیاں آئیں، طوفان آئیں، کچھ ہو۔ آپ نے ان درختوں کی اس
باغ کی ، حضور قلندر بابا اولیاءؒ کے اس باغ کی حفاظت کرنی ہے۔ اب حفاظت
کا ایک ہی طریقہ ہے وہ طریقہ یہ ہے کہ ہر آدمی یہ کوشش کرے کہ جس
طرح ہمارے بابا جان نے ایک درخت لگادیا۔ تھوڑی بہت ہی تربیت کردی۔ اگر اس
نے ہزار آدمیوں کی تربیت کردی توہم نے دو آدمیوں کی تربیت ضرور کرنی ہے۔
اور یہ کوئی کام مشکل نہیں ہے۔ ہر آدمی دو آدمی اپنے جیسے ضرور بناسکتا
ہے۔ لیکن شرط ہے ۔ شرط یہ ہے کہ آدمی کو پہلے خود بننا پڑتا ہے۔ آپ کسی
سے کہیں بھئی جھوٹ نہ بولا کرواور جھوٹ سے آپ بچتے نہ ہوں تو آپ کی اس
بات کا کسی پہ اثر نہیں ہوگا۔ آپ لوگوں سے کہیں بھئی غصہ بہت بری بات
ہے ، غصہ کرنے والے لوگوں سے اللہ محبت نہیں کرتا۔ غصہ کرنے والے لوگ اللہ
کی محبت سے محروم ہوجاتے ہیں۔ تو وہ کہے گا بھئی ابھی میں نے تمہیں ذرا
سی بات کہی تھی آپ تو آپے سے باہر ہوگئے تھے۔ تو جب آپ خود ہی اللہ کی
محبت سے محروم ہیں مجھے اللہ کی محبت کی تلقین آپ کیسے کرسکتے ہیں۔
علیٰ ھذا القیاس پوری زندگی کا یہی ایک روٹین ہے کہ جو کچھ آپ کسی سے
چاہتے ہیں وہ پہلے خود کریں۔اس پہ آپ عمل کریں۔ مثلاً آپ کہیں کہ صاحب
روحانیت بڑی شئے ہے۔ وہ کہے بھئی روحانیت کا کیا مطلب ہے؟ انہوں نے کہا
جی روحانیت کا مطلب یہ ہے کہ بندے کا اللہ کے ساتھ تعلق قائم ہو۔ روحانیت کا
مطلب ہے بندے کے اندر سول اللہ ﷺ کی صفات متحرک اور باعمل ہوں۔ آدمی
کردار سے پہچانا جائے یہ حضور پاک ﷺ کا امتی ہے۔ وہ کہے گا بھئی میں نے
تمہارے اندر کوئی کردار مجھے تو نظر نہیں آرہا۔ اچھا اگر نہیں بھی کہے گا وہ
خاموش ہوجائے گا، کہ ایسے ہی بے وقوف آدمی ہے خود کرتا نہیں ہے ہمیں
نصیحت کررہا ہے۔ تو سلسلہ کی اشاعت میں، سلسلہ کے پھیلاؤ میں ، سلسلہ
کی ترویج میں ، اپنے جیسا بندے بنانے میں یہ بات ضروری ہے کہ آپ خود باکردار
ہوں۔ جو کچھ آپ کسی سے کچھ کہہ رہے ہیں اس کو کہنے کی ضرورت نہ
پڑے وہ آپ کو دیکھ کے عمل کرے۔ رسول اللہ ﷺ کی ساری زندگی حیات طیبہ ہر
امتی کے سامنے ہے۔ حضور ﷺ نے عمل زیادہ کیا ہے فرمان کم جاری کئے ہیں۔
پہلے عمل کیا اور لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کے جو عشاق ہیں ، رسول اللہ ﷺ کے
اوپر جو جان نثار کرنے والے لوگ ہیں انہوں نے حضور پاک ﷺ کے عمل کو دیکھا۔
حضور پاک ﷺ نے احکامات جاری نہیں کئے صرف پہلے عمل کیا پھر احکامات جاری

کئے۔ یہاں صورت یہ ہے کہ ہر آدمی احکامات جاری کرنے پر لگا ہوا ہے۔ بڑا
بھائی یہ سمجھتاہے کہ چھوٹے بھائی کی ذمہ داری ہے چونکہ میں بڑا بھائی ہوں
اس لئے اس کو میری ہر بات کو ماننا چاہئیے۔ وہ یہ کبھی سوچتا ہی نہیں ہے
کہ میں نے اپنے باپ کی اپنے تایا کی اپنے چچا کی بھی کوئی بات مانی ہے یا نہیں
مانی۔ چھوٹا بھائی چاہتا ہے کہ میرا بڑا بھائی ہے یہ تو بڑا بھائی میرے توبڑے
حقوق ہیں لہٰذا اس بھائی کو میرے حقوق پورے کرنے چاہئیںٰ لیکن چھوٹا بھائی
کبھی یہ نہیں سوچتا کہ بھئی میرا بڑا بھائی ہے میرے اوپر بھی کوئی حقوق ہیں۔
دنیا میں اس وقت جو افراتفری کا عالم ہے ، دنیا جو اس وقت پریشان ہے، بدحال
ہے، بے سکون ہے، عدم تحفظ کا شکار ہے، یوں سمجھئے کہ ہر روز مر رہی ہے
اور جی رہی ہے ، اس کے پیچھے جو سب سے بڑا کردار ہے وہ یہ ہے کہ ہر
آدمی یہ چاہتا ہے کہ دوسرا آدمی میرے حقوق پورے کرے میں اس کے حقوق پورے
نہ کروں۔ آپ دیکھ لیں بیوی یہ چاہتی ہے شوہر میراہے، میری ملکیت ہے،
پیسے شوہر نے دئے میرے مہرکے لیکن شوہر بیوی کی ملکیت ہے۔ وہ ٰلذا جو
میں چاہوں وہ شوہر کو کرنا چاہئے۔ شوہر یہ کہتا ہے واہ بیوی تو میری
ملکیت ہے لہٰذا جو میں چاہوں وہ بیوی کو کرنا چاہئے۔ اولاد یہ کہہ رہی ہے کہ
بھئی اماں ابا نے ہمیں پیدا کیا ہے ، ہماری ذمہ داری لی لہٰذا ہمارے حقوق پورے
کرنے چاہئیں۔ والدین کہتے ہیں ہم نے ان کو پالا پوسا ، بڑا کیا ،تعلیم دی، تربیت
دی، لہٰذا انہیں ہماری تعمیل حکم کرنی چاہئے۔ یہ ایسا عالمگیر مسئلہ ہے کہ
یہاں جتنے بھی لوگ بیٹھے ہوئے ہیں وہ غور و فکر کریں گے تو اس سے انکار نہیں
کرسکتے کہ ہر آدمی دوسرے سے اپنی بات منوا نا چاہتا ہے۔ دوسرے کے حقوق کا
وہ خیال نہیں کرتا۔ اور اگر خیال بھی کوئی کرتا ہے تو وہ اس بنیاد پر کرتا ہے
کہ اس نے میرا کام کیا، اسے میرا کرنا چاہئے، میں نے اس کا کام کیا، اسے میرا
کام کرنا چاہئے، اس میں سوائے کاروبار کے ، سوائے خود غرضی کے مجھے تو کوئی
چیز نظر آتی نہیں اگر آپ کو آتی ہے تو بتائیں۔ ماشاء اللہ اتنے سارے لوگ بیٹھے
ہوئے ہیکوئی ایک بندہ ہاتھ اٹھاکر بتائے کیا وہ اس بیماری میں مبتلا نہیں ہے کہ
وہ ہر شخص سے یہ چاہتا ہے کہ یہ میرے حقوق پورے کرے اور اس کے دل میں
کبھی یہ نہیں آتا کہ میرے ذمہ بھی اس کے حقوق ہیسمجھے بھی پورے کرنے
چاہئیں۔ بتائیں بھائی اتنے سارے لوگ ہیں۔ اس سے بڑی ناانصافی ، اس سے
بڑاظلم ، اس سے بڑی جہالت، اس سے بڑی خودغرضی،کچھ نہیں ہوسکتی۔
رسول اللہﷺ کی تعلیم و تربیت پر جب آپ نظر ڈالتے ہیں، رسول اللہ ﷺ کی
سیرت طیبہ کا جب آپ مطالعہ کرتے ہیںتو وہاں آپ کو ایک ہی بات نظر آئے گی
کہ رسول اللہ ﷺ نے ہر شخص کو دیا ہے توقع کسی سے قائم نہیں کی۔ مشرکین
سے فرماتے ہیں کہ بت پرستی نہ کرو، بت پرستی اس لئے نہ کرو کہ دوزخ میں
جاؤگے۔ کتنی بے وقوفی کی بات ہے کہ جو شکل و صورت تم نے بت بنالئے اس کو
تم خدا کہہ رہے ہو۔ انہوں نے کہا مارو! اذیتیں دو! تکلیفیں پہنچاؤ! اتنی تکلیفیں
پہنچائیں، اتنی تکلیفیں پہنچائیںکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل کو بھیجا اور کہا

محمد ﷺ سے عرض کرو! کہ تکلیفوں کی حد ہوگئی ہے ، آپ ﷺ اگر اجازت دیں ، جبرئیل نے کہا، آپ ﷺ اگر اجازت دیں تو میں ان دونوں پہاڑوں کو ایسے ملادوں تاکہ یہ سب ریزہ ریزہ ہوجائیں ان کا وجود ختم ہوجائے۔ حضورﷺ نے کیا فرمایا؟ نہیں! انہیں علم نہیں ہے۔ انہیں پتہ نہیں ہے۔ جب انہیں علم ہوگا، انہیں پتہ ہوگا تو یہ راہ راست پر آجائیں گے۔ اور سجدے میں گر گئے اور ان کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کررہے ہیں۔ تو یہ حضورﷺ نے کچھ لیا یا دیا؟ بھئی دینے کی بات تو وہ سارے جمع ہوگئے اور کہا کہ صاحب آپ کو اگر بادشاہت چاہئے ہم آپ کو بادشاہ بنالیتے ہیں۔ آپ کو عرب کے قبیلے میں سے خوبصورت ترین لڑکی جو چاہئیے اس کے ساتھ آپ کی شادی کردیتے ہیں۔آپ سردار بننا چاہیں آپ کو سردار بنالیتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے کیا فرمایا؟ نہ! مجھے ان چیزوں کی ضرورت نہیں ہے۔ میں تو تمہیں کچھ دینے آیا ہوں اور دینا یہ ہے کہ تمہیں دوزخ کی آگ سے بچانا چاہتا ہوں۔ تمہیں جنت میں لے جانا چاہتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ کی سیرت کا جتنا بھی آپ مطالعہ کریں اس میں ایک ہی بات آپ کو نظر آئے گی کہ رسول اللہ ﷺ نے کسی سے ذاتی منفعت کی کوئی توقع نہیں رکھی۔ جو بھی کچھ کہا لوگوں کی بھلائی کے لئے کہا، لوگوں کی فلاح کے لئے کہا، اور اللہ کی خوشنودی کے لئے کہا۔ رسول اللہﷺ کی زندگی کا یہ کردار ، یہ عمل جب ہم دیکھتے ہیںاور بحیثیت امتی کے اپنے گریبان میں منہ ڈالتے ہیں تو آپ انصاف سے کہئے کہ ہم کہاں کھڑے ہوئے ہیں؟ یہاں تو ہر شخص لینے کے چکر میں ہے۔ یا کوئی دینے کے چکر میں ہے؟ اگر دینے کے بھی چکر میں ہیں تو کہا بھائی اللہ کے لئے ایک روپیہ دے دو تو دس ملیں گے۔ اچھا اب یہ کبھی نہیں سوچتا کوئی آدمی کہ بھئی اللہ تعالیٰ نے ایک نظام بنایا کہ اللہ کے لئے جو تم ایک روپیہ خرچ کرو گے تو اللہ تمہیں دس دے گا۔ لیکن اگر آپ نے ایک روپیہ اللہ کے لئے خرچ کرنا ہے۔ اگر آپ نے وہ ایک روپیہ نہیں دیا تو ڈیبٹ کریڈٹ کے اصول سے کیا ہوگا؟ کیا ہوگا؟ جی؟ بولیں نہ کیا ہوگا؟ دس کٹیں گے۔ بھئی جب لینے کا مسئلہ ہے تو اللہ دس دے گا۔ اور جب جانے کا مسئلہ ہے تو وہاں چپکے سے ہوکر بیٹھ گئے۔ حضور قلندر بابا اولیائؒ نے مجھ سے فرمایا کہ آپ کسی کے گھر مہمان جائیں ملنے آپ کے ذہن میں یہ بات آئی کہ یہ بندہ مجھے چائے پلائے گایہ بڑی غور سے سننے کی بات ہے۔ یہ بندہ مجھے چائے پلائے گا۔ چائے کی قیمت ایک روپیہ ہے ۔ رکھ لیجئے ایک روپیہ کی چائے پلائی۔ آپ گئے اس بندے نے آپ کو چائے نہیں پلائی۔ ایسے ہی گھر سے رخصت کردیا۔ کچھ بھی نہیں ہوا۔ اس بندے کے اوپر کوئی مواخذہ نہیں، کوئی ڈیبٹ نہیں کوئی کریڈٹ نہیں۔ آپ اپنے گھر چلے آئے ۔ اب وہ بندہ جس کے ہاں آپ گئے تھے اور آپ نے یہ توقع قائم کی تھی کہ یہ مجھے ایک روپے کی چائے پلائے گا وہ آپ کے گھر آگیا۔ آپ نے بھی اس کو ایک روپے کی چائے نہیں پلائی۔ آپ کے وسائل میں سے دس روپے کٹ جائیں گے۔ بہت غور سے سنیں۔ آپ نے توقع کی کسی سے ایک روپے کی یا دس روپے لگالیں۔ آپ نے کسی سے توقع کی دس روپے کی۔ وہ اس نے توقع پوری نہیں کی۔ کچھ بھی نہیں ہوا۔ وہ بندہ

آپ کے گھر میں آگیا۔ اس نے آپ سے توقع بھی نہیں کی آپ نے اس کے اوپر دس
روپے خرچ نہیں کئے کیا ہوگا؟ کتنے ڈیبٹ ہوگئے؟ اب دن میں آپ نے دس ایسے
کاروبار کئے ہزار روپے روز کا گھاٹا ہوگیا۔ آپ کو پتہ ہی نہیں وہاں اوپر کیا
ہورہا ہے ڈیبٹ کریڈٹ اوپر۔ ڈیبٹ کریڈٹ اوپر ہورہا ہے بینکوں میں تو بعد میں
ہوتا ہے۔ تو کسی سے توقع قائم کرنے کا کیا مطلب ہوا؟ کیا مطلب ہوا؟ کسی
سے توقع قائم کرنے کا مطلب یہ ہوا کہ آپ نے اپنے اکاؤنٹ میں کیا کہتے ہیں وہ
جو چور چوری کرتے ہیں ناں زقند لگاتے ہیں کیا کہتے ہیں اسے ہیں؟ چور دیوار
میں لگاتا ہے ... نقب! آپ نے نقب لگادی۔ آپ نے مجھ سے یہ توقع کی بھئی ہم
جارہے ہیں عظیمی صاحب کے پاس عظیمی صاحب ہم سے ہنس کے بات کریں
گے۔ عظیمی صاحب نے آپ کو ڈانٹ ڈپٹ کردی۔ ہر وقت چلے آتے ہیں کوئی
وقت نہیں دیکھتے۔ اب کچھ بھی نہیں ہوا۔ اب عظیمی صاحب آپ کے گھر گئے
آپ نے کہا عظیمی صاحب بھی تو ہم سے ڈانٹ ڈپٹ کی بات کی لہٰذا ہم بھی
روکھے منہ سے بات کریں گے۔ تو آپ اگر اس خوشی جو آپ مجھ سے حاصل کرنا
چاہ رہے تھے۔ اس کی قیمت اگر آپ سو روپے لگائیں گے تو جب آپ مجھ سے
ہنس کر نہیں بولے تو آپ کی ہزار خوشیاں غم میں تبدیل ہوجائیں گی۔ توقع
قائم کرنا بہت آسان ہے۔ اس کا نقصان بہت ہے۔ اب آپ غور فرمائیں کون سا
گھر ایسا ہے جس میں ٹی وی نہیں ہے، وی سی آر نہیں ہے، گاڑی نہیں ہے، اے
سی نہیں ہے، کھانے پینے کو نہیں ہے۔ اب ہمارے زمانے میں ہمارے ہاں انڈے آیا
کرتا تھا ایک پیسے کا۔ تو ہماری آپاجی جو ہیں وہ ایک انڈہ بھی نہیں ملتا تھا آدھا
آدھا کرکے ملتا تھا۔ وہ بھی بھئی سردی ہورہی ہے ضروری ہے لہٰذا انڈہ بچوں
کو کھلانا چاہئے۔ آج دیکھ لیجئے سب کچھ ہونے کے باوجود ہر انسان بے چین ، بے
سکون کیوں ہے؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ توقع آپ قائم کررہے ہیں۔ دوسروں
کی توقعات پوری نہیں کررہے ہیں۔ آپ اپنے گھر میں روز نقب لگا رہے ہیں۔ آپ
نقصان کررہے ہیں۔ گھاٹے میں جارہے ہیں۔ بھئی جب آسائش و آرام کے وسائل
آپ کو حاصل ہوں آپ کو خوشی ہونی چاہئے یا بے سکونی ہونی چاہئے؟ تو یہاں
کیا ہورہا ہے سکون ہے یا بے سکونی ہے؟ جتنی نعمت ہے اتنا ہی آدمی بے
سکون ہے۔ جتنا مال و دولت ہے اتنا ہی وہ خوف زدہ ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے
کہ ہر انسان دوسرے انسان سے توقع قائم کررہا ہے اور اپنے اوپر دوسروں کے
حقوق کا تعین اس کے ذہن میں آتا ہی نہیں ہے۔ میرے پاس مسائل کا ایک انبار
ہے لوگ آتے رہتے ہیں وہ بتا رہے تھے اٹھارہ لاکھ پتہ نہیں کب اٹھارہ لاکھ مسائل
کا تو ویسے ہی جواب جاچکا ہے۔ میں نے تو روتے ہی دیکھا ہر آدمی کو۔ اچھا
ایک اور اللہ کا بھی نظام ہے۔ وہ بھی ڈیبٹ کریڈٹ کا ہی اصول مجھے نظر آتا
ہے۔ میں یہ دیکھتا ہوں کہ وہاں سے چلیں گے ہنستے ہوئے ، ٹھٹھے مارتے ہوئے
اور جیسے ہی مراقبہ ہال کے دروازے میں گھسے اور میری شکل دیکھی اور رونی
شکل بنادی۔ ایسا روتا ہوا آدمی آگیا بھئی پہاڑ ہی ٹوٹ گیا بھئی کیا مصیبت آگئی
کیا میری صورت میں رونا لکھا ہوا ہے میں تو ویسے ہی ہنستا رہتا ہوں بھائی۔

بات یہ ہے کہ آپ نے نقب گھر میں لگائی ہوئی ہے۔ میری ہنستی ہوئی صورت
دیکھ کے آپ خوش نہیں ہوسکتے۔ آپ تو گھاٹے میں ہیں آپ کا تو دیوالیہ نکلا ہوا
ہے۔ اچھا اب یہاں بھی آپ توقع قائم کرکے آئے کہ بھئی جتنی روتی شکل جائیں
گے اتنے ہی اباجی جو ہیں زیادہ متوجہ ہوں گے۔ اب یہ نہیں سوچ رہے کہ رو
تی شکل کو تو دیکھ کے آدمی خود بھی رونے لگتا ہے۔ آپ کبھی اپنی کسی نے
اپنی روتی شکل دیکھی ہے آئینے میںکتنی اچھی لگتی ہے؟ تو یہ رونا اور یہ بے
سکونی اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ نے میں نے اور تمام نوع انسانی نے اپنی زندگی
کا یہ وطیرہ بنالیا ہے کہ بس ہمیں توقع قائم کرنی ہے۔ اللہ سے بھی توقع قائم
کرنی ہے ۔ آپ بتائیں آپ اللہ سے کتنی توقع قائم کرتے ہیں ہر آدمی لاکھوں تو
کر ہی لیتا ہوگا زندگی میں۔ بھئی کرلیتے نہیں؟ اور کرنی بھی چاہئیے اللہ نے
خود بھی کہا میرے سے توقعات قائم کرو میں پورا کروں گا۔ مجھ سے درخواست
کروپورا کروں گا وعدہ کیا اللہ نے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ اللہ کے بھی تو کچھ
حقوق ہیں۔ اگرآپ نے اللہ سے ایک لاکھ توقعات قائم کی ہیں ایک مہینے میں
ایمانداری سے بتاؤ کہ اللہ کا شکر کتنی دفعہ کیا ہے؟جی؟ اب شکر جی شکر
کاہے کا کریں؟ بھئی آنکھ کا شکر کرو، کانوں کا شکرکرو، صحت کا شکر کرو،
دل کا شکر کرو۔ یہ اللہ تعالیٰ نے آسمان بنایا، سورج بنایا، چاند بنایا۔ آپ ہی کے
لئے بنایا خدمت گزاری میں سب مصروف ہیں ہوا ابھی بند ہوجائے سب مرجائیں
گے۔ نہیں ایمانداری سے بتاؤ اگر ایک مہینے میں ایک لاکھ خواہشات ، ایک لاکھ
توقعات اللہ سے آپ نے وابستہ کیں جبکہ اللہ تعالیٰ آپ کی خواہشات کے بغیر ،
توقع قائم کئے بغیربھی آپ کی خواہشات پوری کررہا ہے آپ یہ بتائیں کہ اللہ کا
شکر کتنی دفعہ کیا؟ ہے بھئی کسی کو اندازہ ایک مہینے میں کتنی دفعہ شکر
کیا؟ جی؟ دس دفعہ بھی نہیں کیا ہوگا۔ جتنی اللہ کی نعمتیں میسر ہیں ، اللہ
میاں اندھا کردے ، بہرہ کردے، ہارٹ اٹیک ہوجائے، حلق بند ہوجائے پانی نہ جائے
اندر۔ یہ ساری نعمتیں ہیں اللہ کی اور یہ ساری نعمتیں آپ کی توقع اور
خواہش کے مطابق ہیں۔ بتائیں کون آدمی چاہتا ہے میں اندھا ہوجاؤں۔ ہر
آدمی کی خواہش ہے میری آنکھیں رہیں۔ کون چاہتا ہے میں بہرہ ہوجاؤں۔
کون چاہتا ہے میرا حلق بند ہوجائے اور اس میں پانی نہ جائے۔ کون چاہتا ہے کہ
میں مرجاؤں۔ کون چاہتا ہے کہ جب میں سوؤں تو مرجاؤں گا اٹھوں نہیں۔ اللہ
تعالیٰ روز مارتا ہے ۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میں تو تمہیں روز موت کے حوالے
کردیتا ہوں صبح کو پھر زندہ کردیتا ہوں۔ کیا مطلب ہوا؟ کہ روز موت آپ کو
اچک لیتی ہے ، چھین لیتی ہے ۔ اللہ تعالیٰ اس موت سے نکال کر آپ کو صبح کو
پھر زندہ کردیتے ہیں۔ وہ اللہ جو روزانہ آپ کو موت سے رستگاری دلارہا ہے آپ
نے اس اللہ کا کتنا شکر ادا کیا؟ ایک بات تھوڑی ہے، دماغ چھین لے اللہ۔ کیا
ریٹارڈٹ بچے نہیں ہوتے؟ ہم کیا کرسکتے ہیں۔ بھئی بیٹھے بیٹھے میرا دماغ الٹ
جائے میں کیا کرسکتا ہوں۔ توقعات بہت ہیں، خواہشات بے تحاشہ ہیں۔ شمار
ہی نہیں لیکن کسی دوسرے کے حقوق کا پورا کرنا ذہن میں نہیں آتا اس کا کیا

مطلب ہوا کہ ہم ایثار سے محروم ہوگئے۔ جتنے پیغمبران علیہم الصلوٰۃ والسلام
کے واقعات قصے آپ نے پڑھے ان میں سب میں ایک بات مشترک نظر آئے گی کہ
ہر پیغمبر کی زندگی ایثار سے تعبیر ہے۔ حضرت ابراہیم سے آپ چلیں سٹّر بہتّر
سال کی عمر میں بیٹا ہوتا ہے۔ خواب دیکھتے ہیں کہ اپنے بیٹے کو ذبح کردو۔
دیکھئے خواب دیکھ رہے ہیں۔ حضرت ابراہیم کا ایثار کہ بیٹے کے گلے پہ چھری
رکھدی۔ رسو ل اللہ ﷺ فرماتے ہیں یہ کہ میں اس دین حنیف پر قائم ہوں جو
میرے باپ ابراہیم کا دین ہے۔ یا اللہ ! مجھے مشرکین سے محفوظ فرمادے۔ تو
جب رسول اللہ ﷺ دین حنیف پر قائم ہیں ان کی امت بھی تو دین حنیف پر قائم
ہے۔ ان کی امت میں بھی حضرت ابراہیم کا ایثار ہونا چاہئے ۔ اور ایثار کب
ہوگا؟جب آدمی اپنی ذات کو اپنی خواہشات کو دوسرے آدمی کی ذات کو اس
کی خواہشات کو سامنے رکھ کے فیصلے کرے۔ یہی حال حقوق العباد کا حال ہے
ظاہر ہے انسانوں کے حقوق بھی ہیں۔ اولاد کے حقوق بھی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ
کے حقوق بھی ہیں۔ اللہ کے حقوق بھی ہیں۔ اور آپ کسی سلسلے میں اگر
داخل ہوگئے اس معاہدے کے ساتھ داخل ہوگئے کہ ہم...۔ آپ عظیمیہ سلسلے
میں داخل ہوگئے کیا مطلب ہوا اس کا کیوں داخل ہوگئے؟ سیدھی سی بات ہے
آپ نے اس بات کا عہد کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جس اخلاق کو پسند فرمایا ہم
اس اخلاق پر عمل کریں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے جس ایثار کو پسند فرمایا ہم وہ
ایثار کریں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے جس طرح اللہ تعالیٰ کا عرفان حاصل کیا ہم
بھی اس عرفان کے لئے جدوجہد اور کوشش کریں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے مہمانوں
کی جس طرح تواضع کی ہم بھی اسی طرح مہمانوں کی تواضع کریں گے سخی
ہوں گے بخیل نہیں ہوں گے۔ اس کا لب لباب یہ نکلا اگر نوع انسانی کو سکون
درکار ہے ۔ اگر نوع انسانی حوادث زمانہ کا لقمہ نہیں بننا چاہتی ۔ اگر نو ع
انسانی سسک سسک کر مرنا نہیں چاہتی تو سب سے پہلے ہر انسان کو یہ
سوچنا ہوگا کہ میں نے دوسروں کے لئے کیا کرنا ہے۔ میں نے دوسروں کے لئے کیا
کرنا ہے۔ میں نے دوسروںکے لئے کیا کرنا ہے۔ انسان حیوان میں کیا فرق ہے؟ گائے
بھی کھانا کھاتی ہے ، گائے کے بھی آنکھ ہے، گائے کے بھی کان ہے، اس کا بھی
دماغ ہے جتنی اس کو ضرور ت ہے۔ کیا فرق ہے انسان اور حیوان میں؟ گائے ایک
ایسا فرد ہے کہ اپنی ذات کے علاوہ اس کی سوچ باہر نہیں جاتی۔ وہ اپنی ذات
کے گرد گرد پیدا ہوتی ہے ، زندہ رہتی،مرجاتی ہے۔ انسان گائے سے، حیوانات
سے اس لئے ممتاز ہے کہ انسان اپنے لئے نہیں سوچتا سوچتا تو دوسروں کے لئے
سوچتا ہے۔ اس لئے کہ انسان کے اندر اللہ کی صفات کام کرر ہی ہیں۔اللہ
تعالیٰ اپنے لئے سوچتے ہیں ... لاتخذہ سنة ولا نوم ... کہ اللہ کو تو اونگھ بھی
نہیں آتی ،نیند بھی نہیں آتی۔ بھوک بھی نہیں لگتی۔ پیاس بھی نہیں لگتی۔ بچے
بھی نہیں ہیں، شادی بھی نہیں کرتے۔ پھر یہ جو اتنا بڑا اللہ تعالیٰ نے نظام بنایا
ہوا ہے اس کا کیا مطلب ہوا؟ اس کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ کی سنت ہی یہ ہے
کہ اللہ دوسروں کے لئے ہی سوچتا اپنے لئے نہیں سوچتا۔ اور جب اللہ کی یہ

سنت ہے تو رسول اللہ ﷺ کی سنت کی بھی یہ سنت ہے کہ رسول اللہ ﷺ بھی
اپنی امت کے لئے مسلمانوں کے لئے ، مومنین کے لئے اور پوری نوع انسانی کے لئے
سوچتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کے لئے فرمایا وما
ارسلنکۓ الا رحمۃ العالمین ... کہ ہم نے تمہیں پورے عالمین کے لئے ۔ اس زمین
کے لئے نہیں ، ایسی کروڑوں ، اربوں، کھربوں زمین کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے
سلسلہ عالیہ عظیمیہ کے جتنے بھی افراد ہیں ۔ خواتین ہیں، مرد حضرات ہیں،
بچے ہیں ، لڑکے ہیں، لڑکیاں ہیں سب کی یہ ذمہ داری ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی
سیرت طیبہ کا بار بار بار بار مطالعہ کریں اور حضور پاک ﷺ کی سیرت کو اپنی
زندگی میں داخل کریں ۔ توقعات قائم ہی نہ کریں ۔ دوسروں کی خدمت کا
جذبہ اپنے اندر پیدا کریں۔ اللہ تعالیٰ دیکھتا ہے جب آپ دوسروں کی خدمت کا
جذبہ جو آپ کے اندر ہے اس پر عمل ہوگا تو کیا ہوگا؟ آپ حساب کتاب کے آدمی
کیا ہوگا؟ دس پرسنٹ بڑھتا چلا ... دس گنا بڑھتا چلا جائے گا۔ صحت بھی دس گنا
بڑھے گی، حکمرانی بھی دس گنا بڑھے گی۔ پیسہ بھی دس گنا بڑھے گا۔ اولاد کی
سعادت بھی دس گنا بڑھے گی۔ میاں بیوی میں محبت بھی دس گنا ہوگی۔ اور
اگر یہ نہیں ہوگا پھر جو حال سب کا ہے ہمارا تو اس سے بھی خراب حال ہے۔
اس لئے ایک آدمی وہ ہوتا ہے جسے پتہ نہیں ہوتا ایک آدمی ہوتا ہے جسے پتہ
ہوتا ہے ۔ اور جس کو پتہ ہوتا ہے اس کی ذمہ داریاں زیادہ ہوتی ہیں اور اس
کی سزا بھی زیادہ ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو راضی برضا رکھے آپ کو
صحت و تندرستی عطا فرمائے ۔ اللہ تعالیٰ ہماری اولاد کو سعادت مند بنائے۔
ہمیں رسول اللہ ﷺ کی سیرت طیبہ پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ حضور
قلندر بابا اولیائؒ نے جو سلسلہ ہمیں عطا فرمایا ہے اور اس کے جو اغراض و
مقاصد اور قواعد و ضوابط بیان فرمائے ہیں اس پر عمل کرنے ...۔ یار وہ کتاب
تھی ایک ... اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ یہ ایک بات آپ سے یہ
عرض کرنی ہے کہ جب کوئی آدمی کسی اسکول میں، کالج میں ، یا ادارے میں
داخل ہوتا ہے تو اس کے جو قواعد وضوابط یا اغراض و مقاصد ہوتے ہیں اس
سے وہ واقف ہوتا ہے۔ مثلاً آپ کسی ادارے میں اگر ملازمت کررہے ہیں تو آپ
کو پتہ ہے کہ آپ کی کتنی ترقی ہوگی، کتنی چھٹیاں ہوں گی، کس وقت آنا ہے ،
کس وقت جانا ہے، کس طرح بات کرنی ہے، تو سلسلہ عالیہ عظیمیہ بھی ایک
ادارہ ہے ۔ یہ اللہ تعالیٰ کا ادارہ ہے اس کے بھی قواعد و ضوابط ہیں، اغراض و
مقاصد ہیں۔ تواس میں یہ ہے کہ ہر عظیمی بہن کو بھائی کو اس بات کی
کوشش کرنی چاہئے کہ سلسلہ عالیہ عظیمیہ کے جو قواعد وضوابط اور اغراض
و مقاصد ہیں ان کو بار بار پڑھیں۔ ان پر عمل کرنے کی کوشش اور جدوجہد
کریں۔ اس سے بھی بہت سارے مسائل حل ہوجائیںگے۔ مراقبہ کے حوالے سے آپ
سب صاحبان سے یہ عرض کرنا ہے کہ کوئی بھی اسکول ہو یا کالج ہو اگر
پابندی کے ساتھ بچہ سبق نہ پڑھے، اسکول نہ جائے، تو اس کی ترقی نہیں
ہوتی۔ ہوسکتا ہے ایک بچہ دس سال تک ایک ہی کلاس میں رہے۔ کلاس میں

ترقی کا جو زینہ ہے وہ یہ ہے کہ آدمی کو جو اسباق دے دئے گئے ہیں اس بچے کو اس کو پڑھے اس کا امتحان ہو، ہمارے ہاں صورتحال یہ ہے کہ دس دس سال ، بیس بیس سال ہوگئے ہیں، جو لوگوں کو سبق دے دیا کوئی پڑھتا ہے کوئی نہیں پڑھتا ، کوئی ترقی نہیں ہے کبھی آپ لوگوں نے یہ بھی نہیں سوچاکہ ہمیں دس سال ہوگئے ہیں دس سال میں ہم پہلی ہی کلاس میں پڑے ہوئے ہیں آخر کیاوجہ ہے ہماری ترقی کیوںنہیں ہوئی؟ اور اس کی وجہ یہی ہے کہ لوگ مراقبہ کی پابندی نہیں کرتے۔ ہر چیز کی پابندی ہے کہ جی مراقبہ ناغہ ہوجاتا ہے مجھ سے آکے میری بیٹیاں، بہنیں بتاتی ہیں، تو میں نے کہا بھئی کھانے کا تو کبھی ناغہ نہیں ہوتا؟ دس منٹ اللہ کے لئے جو ہیں اس میں ناغے پہ ناغے ہوئے چلے جارہے ہیں کیا ہوا کہ جی تھک گئے تھے۔ اچھا بھئی تھک گئے تھے تو بچوں کو روٹی بھی نہ پکا کے دیتیں بھوکے سلا دیتیں۔ خود بھی بھوکی سو جاتیں۔ یا بھوکے سوجاتے۔ تو یہ جو سلسلے کے معاملات میں لوگوں سے سستی اور کاہلی ہوتی ہے یہ آپ یقین کریں کہ آپ کی اپنی حق تلفی بھی ہے ، امام سلسلہ حضور قلندر بابا اولیاءؒ کی بھی حق تلفی ہے، رسول اللہ ﷺ کی بھی حق تلفی ہے اور اللہ کی بھی حق تلفی ہے۔ کوئی بندہ جو سلسلہ عالیہ عظیمیہ میں داخل ہوگیا اور وہ سلسلے کے اسباق نہیں پڑھتا تو ا س کا کیا مطلب یہ نہیں ہے کہ اس نے سلسلے کی حق تلفی کی ؟ کیوں بھئی؟ زور سے کہو یار۔ اچھا جب حق تلفی ہوئی اور پھر وہ دس گنا کا پھر حساب کتاب آگیا تو کیا ہوگا بھئی؟ یہ کیسے ممکن ہے کہ حضور قلندر بابا اولیاءؒ جو کائنات میں صدر الصدور کے عہدے پر بیٹھے ہوئے ہیں ان کا کوئی عظیمی بچہ پریشان ہوجائے؟ اس کو وسائل نہ ملیں وہ نوکری سے پریشان ہوں وہ بیمار ہوکر مرجائے۔ یعنی بیماری تو حضور قلندر بابا بھی بیمار ہوکر مرے۔ یعنی ایسی بیماری اس کو بیماری سے نجات ہی نہ ملے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ عظیمیہ سلسلے کے افراد سلسلہ عالیہ عظیمیہ کی حق تلفی کرتے ہیں۔ نتیجے میں وہ پریشانیوں میں مبتلا ہوتے ہیں۔ بہت آسان عمل ہے کہ سلسلہ عالیہ عظیمیہ کی جو ذمہ داریاں ہیں آپ کے اوپر سبق پڑھنا، یا حی یا قیوم کا ورد کرنا ، نماز روزہ کرنا، غصہ نہ کرنا، لوگوں کی دل آزاری نہ کرنا۔ الحمد للہ! جب یہ عمل ہم سے ہوگا تو ہمارے بینک اکاؤنٹ میں کریڈٹ ہی کریڈٹ ہوگا، بڑھتا ہی چلا جائے گا۔ وہ کروڑ پتی کی اسکیم سے آپ زیادہ بڑے امیر رئیس ہوجائیں گے۔ لیکن کتنی حیرت کی بات ہے کہ چوبیس گھنٹے آپ دنیا میں لگے رہتے ہیں اور پندرہ منٹ مراقبہ کرنے کا جب وقت آتا ہے تو آپ سوجاتے ہیں۔ تھک جاتے ہیں۔ آپ خود ہی بتائیں کیا یہ انصاف کی بات ہے؟ نہیں زور سے بولیں۔ اچھا جب یہ انصاف نہیں ہے اب یہ کہیں کہ ہم سب انصاف کریں گے۔ زور سے کہیں۔ مراقبہ میں ناغہ نہیں کریںگے۔ جب بھی وقت ملے گا یا حی یا قیوم کا زیادہ سے زیادہ ورد کریں گے۔ رسول اللہ ﷺ کی سیرت طیبہ کا بار بار مطالعہ کریںگے۔اور حضور پاک ﷺ کی تعلیمات پر عمل کرنے کی پوری پوری جدوجہد اور کوشش کریں گے۔ اپنے سلسلہ عالیہ عظیمیہ کے تشخص

کو برقرار رکھیں گے ۔ اور اپنے سلسلے کو دوسروں تک پہنچانے کی دن رات کوشش اور جدوجہد کریں گے جس طرح بھی ہو۔ زبان سے کوشش کریں، پیسے سے کوشش کریں۔ اس وقت ہمارے پاس سلسلے کو پھیلانے کا جو مؤثر ذریعہ ہے وہ میں سمجھتا ہوں حضور قلندر بابا اولیا کا جاری کردہ روحانی ڈائجسٹ ہے۔ روحانی ڈائجسٹ کے ذریعے جتنی سلسلے کو ترقی ہوئی ہے وہ اس سے سب واقف ہیں۔ علمی حلقے نے اس سلسلے کو قبول کیا ہے۔ تو جتنے بھی عظیمی بہن بھائی ہیں ان کی یہ ذمہ داری ہے کہ اپنے سلسلے کے امام حضور قلندر بابا اولیا کے لگائے ہوئے درخت کی زیادہ سے زیادہ آبیاری کریں گے۔ روحانی ڈائجسٹ پڑھیں، دوسروں کو پڑھائیں۔ استطاعت ہو تو پیسے خرچ کرکے پڑھوائیں۔ استطاعت نہ ہو تو اپنا رسالہ دوسروں کو دے کر پڑھوائیں۔ اس سے آپ اس قافلے میں شریک ہوجائیں گے جو قافلہ حضور قلندر بابا اولیائؒ نے رسول اللہ ﷺ کی خصوصی اجازت سے بنایا ہے او ر قائم کیا ہے۔

اب یہ ہے کہ کوئی صاحب آئیں اور یہ بھئی یہ پڑھ دو ذرا کوئی یہ سب اغراض و مقاصد۔ذرا پڑھ کے سنادو۔

(سلسلہ عظیمیہ کے اغراض و مقاصد)

(سلسلہ عالیہ عظیمیہ کے قواعد و ضوابط)

سلسلہ عالیہ عظیمیہ کا بنیادی سبق یا حی یا قیوم چلتے پھرتے، اٹھتے بیٹھتے، وضو بغیر وضو، اور اس کے بعد جتنے بھی عظیمی ہمارے بہن بھائی ہیں ان کو اسباق مل گئے ہیں۔ اور ایک مراقبہ ہے۔ مراقبہ ہر سلسلے میں موجود ہے۔ مختلف طریقوں سے۔ مراقبہ ظاہر ہے ایسا ایک عمل ہے کہ جس میں تفکر زیر بحث آتا ہے۔ کھوج تلاش اندر داخل ہوکر کسی چیز کو ڈھونڈنا۔ اس کو مراقبہ کہتے ہیں۔ مثلاً اگر قرآن پاک میں کوئی آدمی تفکر کرتا ہے ۔ وہ اللہ کی کسی آیت میں گہرائی میں جاکر اس کی حکمت تلاش کرلیتا ہے تو اس عمل کو بھی مراقبہ کے علاوہ دوسرا نام نہیں دے سکتے۔ مراقبہ کا مطلب ہے کھوج لگانا۔ چھپی ہوئی چیز کو ڈھونڈ کر نکالنا۔ اور یہ زندگی میں ہر آدمی جیسے اب آپ کریں تو پی ایچ ڈی کا بھی نام آپ مراقبہ کے علاوہ کچھ بھی اس لئے نہیں PhD. رکھ سکتے۔ جب تک پی ایچ ڈی میں ذہنی ارتکاز نہیں ہوتاتو آدمی پی ایچ ڈی نہیں کرسکتا۔ تو مختصر یہ ہے کہ مراقبہ کا مطلب ہے ڈھونڈنا۔ روحانی اصطلاح میں مراقبہ وہ عمل ہے جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ انسان اپنے اندر داخل ہوکر مادیت سے آزاد ہوکر تھوڑی دیر کے لئے اپنی روح کو تلاش کرلے۔ روح کو تلاش کرنے کا اصطلاحی نام مراقبہ ہے۔

گیارہ دفعہ آپ سب صاحبان درود شریف پڑھیں آہستہ آہستہ اور گیارہ دفعہ یاحیی یا قیوم پڑھیں اس کے بعد ایک دس منٹ کے لئے مراقبہ کریں گے ۔ مراقبہ میں چونکہ اجتماعی محفل ہے اس میں مختلف سلاسل کے لوگ بھی موجود ہوں

گے ہ ایسے لوگ بھی موجود ہیں جو ابھی تک کسی سلسلے میں بیعت نہیں ہوئے
تو یہ ہے آج ہم مراقبہ رسول اللہ ﷺ کے گنبد خضرا کا مراقبہ کریں گے۔ تصور یہ
کرنا ہوگا کہ حضور پاکﷺ ......ﷺ جو صاحبان عمرہ اور حج کی سعادت حاصل
کرچکے ہیں مسجد نبویﷺ کی زیارت انہیں نصیب ہوچکی ہے وہ تو یہ تصور
کریں کہ مسجد نبویﷺ میں بیٹھے ہوئے ہیں حضور پاک ﷺ کا روضۂ مبارک ان کے
سامنے ہے۔ اور جو لوگ ابھی تک اللہ تعالیٰ انہیں سعادت عطا فرمائے ابھی تک
وہاںنہیں گئے وہ حضورﷺ کے روضے کا تصور کریں۔ گیارہ دفعہ درود شریف،
گیارہ دفعہ یا حیی یا قیوم پڑھ کے حضور پاک ﷺ کے روضۂ اقدس کا تصور کرنا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(تصور روضۂ رسولﷺ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(تلاوت سورة الاخلاص۔ تین مرتبہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(تلاوت سورة الفاتحہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(ان اللہ .... وسلم تسلیما)

(درود ابراہیمی)

(دعا)

یا اللہ جو کچھ ہم نے پڑھا ہے اس کا ثواب آقائے نامدار ، تاجدار مدینہ ، خاتم
الانبیاء محمد رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں پیش فرمائے صحابہ کرام
اجمعین ، خلفائے راشدین، ائمہ مجتہدین ، اہل بیعت، خلفائے راشدین، تمام
اولیائے کرام خصوصاً حضرت نانا تاج الدین ناگپوری ، حضور قلندر بابا اولیائ اس
کا ثواب پہنچادے۔ یا اللہ ان تمام برگزیدہ ہستیوں کے طفیل ہمارے اوپر رحم
فرمائے ہمارے اوپر کرم فرمائے ہماری خطاؤں کو معاف فرمائے چھوٹے بڑے
گناہوسے ہمیںمحفوظ فرمائے یا اللہ ہمیں اپنے حبیب محمد رسول اللہﷺ کی
محبت عطا فرمائے یا اللہ ہمیں اپنی ذات کا عرفان نصیب فرمائے یا اللہ ہماری
روحانی صلاحیتوں کو بیدار فرمادے۔ یا اللہ ہمیں روحانی علوم سیکھنے کا شوق
عطا فرمائے یا اللہ ہمیں اپنا عرفان نصیب فرمائے یا اللہ ہماری روحانی صلاحیتوں
کو بیدار فرمائے یا اللہ جو کچھ ہم نے سنا ہے اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا
فرمائے یا اللہ رسول اللہ ﷺ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے یا اللہ
اس مجلس میں جتنے بھی لوگ شریک ہوئے ہیں ان کی شرکت کو قبول فرمائے یا

اللہ جو بے روز گا ر ہیں انہیں روزگار عطا فرما۔ یا اللہ جن لوگوں کو آپ نے اپنی رحمت سے کاروبارعطا فرمایا ہے۔ یا اللہ ان کے کاروبارمیں برکت عطا فرما۔ یا اللہ ہمارے بچوں کو سعید بنا۔ یا اللہ جو بچے اسکول میں تعلیم حاصل کررہے ہیں انہیں پڑھنے کا شوق عطا فرما۔انہیں اعلیٰ نمبروں سے کامیابی عطا فرما۔ یا اللہ جن بچیوں کی ابھی شادیاں نہیں ہوئیں اور ان میں کچھ رکاوٹیں ہیں یا اللہ ان رکاوٹوں کو دور فرما۔ یا اللہ ہمیں اپنے والدین کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرما۔ یا اللہ ہمارے بزرگ ، ہمارے والدین جو اس دنیامیں نہیں ہیں ان کی مغفرت فرما۔ اللھم ربنا ظلمنا انفسنا و ان لم تغفرلنا و ترحمنا لنا کوننا من الخاسرین۔ رب اجعلنی مقیما الصلوٰۃ و من ذریتی ربنا و تقبل دعا ۔ ربنا وغفرلی والوالدی و للمؤمنین یوم یقوم الحساب۔ و عفوان وغفرلنا ورحمنا انت مولٰنا فانصرنا علیٰ القوم الکافرین۔ اللھم ربنا اتنا فی الدنیا حسنۃ و فی الآخرۃ حسنۃ و قنا عذاب النار۔ و صلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین برحمتک یا ار حم الراحمین۔

آپ سب حضرات تشریف لائے آپ نے بڑے ذوق و شوق کے ساتھ میری باتیں سنیں ۔ دعا فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو ان تمام باتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آپ سب حضرات کی تشریف آوری کا بہت بہت شکریہ! خدا حافظ۔

★★★★★

۔